OPEN ACCESS: Al-Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities
ISSN (ONLINE): 2707-1219 & ISSN (PRINT): 2707-1200
http://www.arjish.com DOI: 10.5281/zenodo.10514133

فلاح وبہبود کا اسلامی تصور: ایک تحقیقی مطالعہ

Islamic concept of welfare: A Research Study

Fareeda Sultan
M.Phil Scholar, Islamic Studies, IHA, KFUEIT RYK.
Email: fareedasultan26@gmail.com

Dr. Mazhar Husain Bhadroo
Lecturer, Islamic Studies, IHA, KFUEIT RYK.
Email: mazharhussainbhadroo@gmail.com

Dr. Muhammad Shahid Habib
Assistant Professor, Islamic Studies, IHA, KFUEIT RYK.
Email: shahid.habib@kfueit.edu.pk

Received on: 12-07-2023 Accepted on: 14-08-2023

Abstract

The word welfare has been used several times in Quran. Somewhere it comes in the sense of success, then somewhere it is used in the sense of goodness. Reading the Quran carefully, it is clear that the real success is the attainment of Paradise and the salvation of hell. But it is only possible to achieve them only when a person makes his own. With the revelation of the Quran, Islamic teachings had begun. Islamic teachings urged the people of Islam to practice two things. One Creator worships the universe and the other serves its creatures. This is the reason why the Quran and Hadith and the prophet (peace and blessings of Allah be upon him) have mentioned the virtues and rewards of the service people. Not only that, but in the life of the first prophets, we fin many aspects of service creation which are clearly and in great detail in Quran.

Keywords: Quran, Hadith, Seerat, Sawenah Hayat,

فلاح وبہبود: قرآن وسنت کی روشنی میں

لفظ فلاح:

لفظ فلاح عربی زبان سے ماخوذ ہے جو کہ "ف"، "ل"، "ح" سے مل کر بنا ہے۔اس کے معنٰی ہیں کامیابی حاصل کرنا، نیکی، خیر، نجات ،کامیابی۔[1]

لفظ بہبود:

بہبود فارسی زبان کا لفظ ہے،اس کے معنٰی ہیں بھلائی اور بہتری۔بہبود،انسانی فلاح کے لیے مہیا کی جانے والی مالی یا کسی بھی قسم کی امداد، کو کہتے ہیں۔

قرآن مجید میں فلاح کا لفظ مختلف معنیٰ کے لیے استعمال ہوا ہے۔ یہ فلاح صرف دنیاوی نہیں بلکہ اخروی زندگی سے بھی تعلق رکھتی ہے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ قرآن کی رو سے فلاح (کامیابی اور بھلائی) کس کس چیز میں ہے۔

قرآن پاک میں ارشاد ہے:

قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ زَكّٰىهَا[2]

"فلاح پا گیا وہ شخص جس نے اپنا تذکیہ کر لیا۔"

تذکیہ مطلب صفائی یعنی جس نے اپنے نفس یا قلب کی صفائی کر لی وہ فلاح پا گیا، کامیاب ہو گیا۔

ایک اور جگہ پے ہے کہ جو شخص جنت میں داخل ہو گیا اور عذاب جہنم سے بچ گیا وہ کامیاب ہو گیا۔

ارشاد ربانی ہے:

"كُلُّ نَفۡسٍ ذَآئِقَةُ الۡمَوۡتِ ؕ وَاِنَّمَا تُوَفَّوۡنَ اُجُوۡرَكُمۡ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ ؕ فَمَنۡ زُحۡزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدۡخِلَ الۡجَـنَّةَ فَقَدۡ فَازَ ؕ وَمَا الۡحَيٰوةُ الدُّنۡيَاۤ اِلَّا مَتَاعُ الۡغُرُوۡرِ 03

"ہر جان نے، چکھنا ہے موت کا ذائقہ اور تمہیں پورے پورے دیے جائیں گے تمہارے بدلے قیامت کے دن پس جو شخص ہٹا دیا گیا آگ سے اور داخل کر دیا گیا جنت میں بیشک وہ کامیاب ہو گیا اور دنیا کی زندگی تو صرف دھوکے کی جنس ہے۔"

یعنی جہنم کی آگ سے آزاد ہو جانا اور جنت میں داخل ہو جانا بھی کامیابی ہے۔

اسی طرح حضور ﷺ کا فلاح کے بارے میں ارشاد ہے۔

اَيُّهَا النَّاسُ قُولُوا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ تُفلِحُوا ۔0[4]

"اے لوگو کہو! (لا اله الا الله) اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، فلاح پا جاؤ گے۔"

یعنی جو شخص لا الہ الا اللہ کہہ دے گا وہ بھی فلاح پا جائے گا۔

اس سے یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ دوزخ سے نجات اور جنت کا حصول اصل کامیابی ہے لیکن ان کا حصول تب ہی ممکن ہے جب انسان اپنا تذکیہ کرے گا جیسے کہ آیت کریمہ میں بتایا گیا ہے (قد افلح من زکاھا) ترجمہ "فلاح پا گیا وہ جس نے اپنا تذکیہ کیا" یعنی اصل کامیابی تذکیہ پر ہی منحصر ہے۔

اور "یذکیھم" یعنی لوگوں کا تذکیہ کرنا بھی حضور سرور کائنات ﷺ کے فرائض منصبی میں سے ہے۔

اگر یہ لفظ " فَلَا حُ" (لام کی فتح کے ساتھ) آئے تو پھر اس کا مطلب ہوتا ہے کامیابی۔

اگر یہی لفظ "فَلّا حُ" (لام مشدد کے ساتھ) پڑھا جائے تو پھر اس کا مطلب ہو گا کاشت کاری، زراعت پیشہ، کشتی کا ملاح، جہاز کا کپتان۔

جیسے کہ سورۃ مومنون کی پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قَدۡ اَفۡلَحَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ[5]

"فلاح پاگئے مومن۔"

"انسان کی دنیاوی کامیابی آزاد، باعزت اور باوقار زندگی گزارنے میں ہے اور یہ معاملات ایمان کے بغیر محال ہیں۔آخرت کی کامیابی پروردگار کی رحمتوں کی حفاظت میں، ہمیشہ رہنے والی نعمتوں میں، اچھے اور باعزت و باہمت دوستوں کے ساتھ، انتہائی عظمت اور سرفرازی میں گزارنے میں ہے۔"[6]

فلاح کی ضرورت واہمیت:

قرآن کریم کے نزول کے ساتھ ہی اسلامی تعلیمات کا آغاز ہو گیا تھا اور اہل اسلام کو دو باتوں پر عمل کرنے کی خاص طور پر تلقین کی گئی۔ایک خالق کائنات کی عبادت کرنا اور دوسرا اس کی مخلوق کی خدمت کرنا۔یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم اور حدیث وسیرت نبوی ﷺ میں جابجا خدمت خلق کی فضیلت اور اجر و ثواب کو بیان کیا گیا ہے۔

"ایک انسان کی زندگی کے دو پہلو ہیں۔ایک اعتبار سے تو وہ اپنے خالق سے جڑتا ہے جبکہ دوسری طرف سے وہ مخلوق خدا سے جڑتا ہے۔خالق کی نسبت سے وہ عاجزی اور فروتنی، اطاعت شعاری اور احساس کو اختیار کرتا ہے جبکہ مخلوق کے حوالے سے وہ اطاعت وخلوص، نفع بخشی اور فیاضی کو اپناتا ہے۔"مخلوق "اللہ کا قبیلہ ہے جس سے اچھا سلوک دنیا اور آخرت کی فلاح کی ضمانت ہے۔"[7]

کسی شخص کی ذاتی ضرورتوں کو پورا کرنا اور انہیں سہولیات فراہم کرنا، ہر طرح سے اس کی مدد کرنے کی کوشش کرنا، چاہے وہ کوشش مال کے ذریعے خدمت کر کے ہو یا ضرورت وسہولت کے پیش نظر لوگوں میں شعور اجاگر کرنے کے لیے کوئی معلوماتی تحریر فراہم کر کے ہو، یہ سب خدمت خلق کے زمرے میں ہی آتا ہے۔جسے عرف عام میں رفاہی کام یا رفاہِ عامہ بھی کہا جاتا ہے۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مخلوق کی خدمت کے حوالے سے ایسے مشاہدات کو بیان فرمایا کہ انسان کی تاریخ اس کی تمثیل پیش کرنے سے قاصر ہے۔اعلان نبوت کے بعد کی زندگی تو پوری کی پوری ہی انسانی خدمت سے تعبیر ہے، جبکہ اعلان نبوت سے پہلے بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بخوبی اس کی پاسبانی کی تعمیل کرتے رہے۔معاشرے کے یتیموں، بے آسرا و بے سہارا لوگوں، بیواؤں اور مجبور ولاچار افراد کی چارہ سازی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وتیرہ تھا بلکہ خدمت خلق تو پیغمبرانہ طرز کا دوسرا بنیادی ہدف ہے۔"[8]

انسان ضروریاتِ زندگی کے معاملے میں دوسرے کا محتاج:

انسان ایک بھی دن شہریت کے بغیر نہیں گزار سکتا۔اس کے تمام کام اور ضرورتیں معاشرے میں موجود دوسرے لوگوں سے منسلک ہیں ۔کوئی کتنا ہی بڑا کاروباری انسان کیوں نہ ہو لیکن اسے اپنا گھر بنانے کے لیے ایک مزدور کی ضرورت پڑتی ہے، کوئی کتنا ہی بڑا ڈاکٹر کیوں نہ ہو وہ خود کپڑے نہیں سی سکتا اس کے لیے اسے ایک درزی کی ضرورت پیش آئے گی۔اسی لیے انسان کو اپنے کام اور ضروریات پوری کرنے کے

لیے ایک دوسرے کے ساتھ کی ضرورت پڑتی ہے۔ اسی لیے ہر معاشرے میں رفاہی کاموں کی اہمیت کو تسلیم کیا گیا ہے۔ پھر چاہے وہ دین دار معاشرہ ہو یا بے دین و ملحد۔

ایک بات تو واضح ہے کہ کسی بھی کام میں جب تک خلوص نیت اور رضائے الٰہی شامل نہ ہو تب تک اس عمل کا کوئی فائدہ نہیں۔ جب تک آپ کا مقصد رضائے الٰہی نہیں ہو گا تب تک آپ کو اس عمل کی افادیت بھی حاصل نہیں ہو گی۔

قرآن میں فلاح و بہبود:

انسانیت کی خدمت کا مقصد دکھاوا اور نمائش نہیں ہونی چاہیے بلکہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا ہونی چاہیے۔ اس خدمت کا مقصد نہ ہی احسان جتلانا ہو اور نہ ہی کسی ضرورت مند کو ذلیل و رسوا کرنا۔ راہِ خدا میں اپنا مال صرف کرنے والوں کی قرآن نے یہ صفات بیان فرمائی ہیں۔

"الذین ینفقون اموالھم فی سبیل اللہ ثم لا یتبعون ما انفقوا منا ولا اذی لا لھم اجرھم عند ربھم ج ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون۔"[9]

"جو لوگ اللہ کی راہ میں اپنا مال خرچ کرتے ہیں اور انہوں نے جو کچھ خرچ کیا ہو اس پر کوئی منت اور احسان نہیں جتلاتے اور اذیت نہیں پہنچاتے، ان کے پروردگار کے ہاں ان کا جزا محفوظ ہے، اور انہیں نہ کوئی خوف ہو گا اور نہ ہی وہ غمگیں ہوں گے"

اسلام ایک اعتدال پسند دین ہے۔ امت وسط عقائد سے متعلق معاملات اور عمل دونوں وجہ سے متوسط ہے۔ اسی لحاظ سے یہ بات بھی صحیح ہو گی کہ فلاح و بہبود اسلام کے مختلف حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔ سارے کا سارا دین نہیں۔ بے شک اس کا مقام و مرتبہ اور اجر و ثواب بہت زیادہ ہے لیکن دین کی دوسری موجودہ صورت حال اور دیگر تقاضوں کو بھی نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔

مال سے محبت انسانی فطرت:

مال و دولت سے محبت کرنا انسان کی فطرت میں شامل ہے لیکن اس طرح دولت کی خواہش رکھنا نہایت ہی معیوب عادت ہے۔ اسلام اس بری عادت کے تدارک کے لیے، انفاق فی سبیل اللہ، صدقات اور بھائی چارے کی راہ دکھاتا ہے۔ جس سے فیاضی، وسعت نظر، دردمندی، با اخلاق، رحم دلی اور بھائیچارے کے جذبات پروان چڑھتے ہیں۔ حقوق اللہ کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کی دائیگی کو مومنانہ وصف کہا گیا ہے۔ تنگ دست لوگوں کا مالدار لوگوں کی ملکیت میں حصہ رکھا گیا ہے۔

ارشاد ربانی ہے:

"اِلَّا الْمُصَلِّيْنَ ٥ الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ ٥ وَالَّذِيْنَ فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ ٥ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ٥"[10]

"مگر وہ نمازی۔ جو قائم ہیں اپنی نماز پر۔ اور جن کے مال میں مقرر رہے حصہ۔ مانگنے والے اور ہارے ہوئے کا۔"

غریب و نادار کی مدد:

اگر کوئی مالدار شخص کسی غریب و نادار کی اپنے مال سے مدد کرتا ہے تو قرآن اسے اللہ کا قرض بیان کرتا ہے جس کا نفع یقینی ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

"وَمَا تُنۡفِقُوۡا مِنۡ خَيۡرٍ فَلِاَنۡفُسِكُمۡ وَمَا تُنۡفِقُوۡنَ اِلَّا ابۡتِغَآءَ وَجۡهِ اللّٰهِ ؕ وَمَا تُنۡفِقُوۡا مِنۡ خَيۡرٍ يُّوَفَّ اِلَيۡكُمۡ وَاَنۡتُمۡ لَا تُظۡلَمُوۡنَ0"[11]

"اور جو اچھی چیز تم خرچ کروگے اللہ کی راہ میں سو اا پنے ہی لیے جب تک کہ اللہ ہی کی رضا میں خرچ کروگے اور جو خیرات تم خرچ کروگے وہ تم کو پوری ہی ملے گی اور تمہارا حق نہ مارا جائے گا۔"

حاجت مندوں، بے کسوں، ناداروں کی مالی مدد کرنا کسی بھی قوم کی تعمیر و ترقی میں خشیت اول کی حیثیت رکھتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں انفاق فی سبیل اللہ کے بارے میں ایک اعلیٰ مثال دے کر سمجھاتا ہے۔

تمثیل سے وضاحت:

اللہ تعالیٰ انسان کو چھوٹی چھوٹی مثالیں دے کر بڑی بات سمجھاتا ہے۔ اس طرح بات سمجھنا بھی آسان ہو جاتا ہے اور وہ ہمیشہ یاد بھی رہتی ہے ۔ اسی لیے قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے کہیں مچھر کی مثال دے کر بات کی وضاحت کی، تو کہیں دانے کی مثال دی۔

ارشاد خداوندی ہے:

"مَثَلُ الَّذِيۡنَ يُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوَالَهُمۡ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنۡۢبَتَتۡ سَبۡعَ سَنَابِلَ فِىۡ كُلِّ سُنۡۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنۡ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيۡمٌ 0"[12]

"ان لوگوں کی مثال جو اپنا مال راہِ خدا میں صرف کرتے ہیں ایک دانے کی سی ہے جس میں سے نکلیں سات بالیں اور ہر بالی میں دانے ہوں سو اور اللہ تعالیٰ بڑھا کر دے جسے چاہے اور اللہ تعالیٰ فراخی والا علم والا ہے۔"

اس کو ایسی مثال دے کر بیان فرمایا کہ انسان کو علم ہو جائے کہ سب چیزیں عملی طور پر بھی اس کے سامنے ہو رہی ہیں۔ اور دن بدن ایسے واقعات بھی اس کی آنکھوں کے سامنے سے گزر رہے ہیں۔ مگر تم لوگ غور نہیں کرتے۔ قرآن مجید جیسی عظیم و روشن اور واضح دلائل والی مقدس ولاریب کتاب کا جتنی مرتبہ بھی مطالعہ کیا جائے اتنی مرتبہ ہی انسانیت کی خدمت کی اہمیت وافادیت نمایاں ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے علماء کرام نے بندوں کے حقوق کو حقوق اللہ پر مقدم رکھا ہے۔

سورۃ بنی اسرائیل میں ارشاد ہے:

"وَاٰتِ ذَا الۡقُرۡبٰى حَقَّهٗ وَالۡمِسۡكِيۡنَ وَابۡنَ السَّبِيۡلِ وَلَا تُبَذِّرۡ تَبۡذِيۡرًا 0 اِنَّ الۡمُبَذِّرِيۡنَ كَانُوۡۤا اِخۡوَانَ الشَّيٰطِيۡنِ ؕ وَكَانَ الشَّيۡطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوۡرًا 0 وَاِمَّا تُعۡرِضَنَّ عَنۡهُمُ ابۡتِغَآءَ رَحۡمَةٍ مِّنۡ رَّبِّكَ تَرۡجُوۡهَا فَقُلْ لَّهُمۡ قَوۡلًا مَّيۡسُوۡرًا 0 وَلَا تَجۡعَلۡ يَدَكَ مَغۡلُوۡلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبۡسُطۡهَا كُلَّ الۡبَسۡطِ فَتَقۡعُدَ مَلُوۡمًا مَّحۡسُوۡرًا 0"[13]

"اور رشتے داروں کو اور مسکینوں اوور مسافروں کو اس کا حق دے اور اسراف اور بے جا خرچ کرنے سے بچو۔ اسراف کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان بڑا ہی ناشکرا ہے اپنے پروردگار کا۔ اگر تجھے کبھی اپنے رب کی رحمت کی جستجو میں ان کی طرف سے تغافل برتنا پڑے

جس کی تجھے توقع ہے تو بھی تجھے چاہیے کہ دے ان کو نرمی کی بات اور اپنا ہاتھ اپنی گردن سے نہ باند اور نہ اسے بالکل کھلا چھوڑ کہ پھر تو بیٹھ جائے درماندہ ملامت کیا ہوا۔"

مطلب یہ کہ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو مال ودولت سے نوازا ہے تو اس کا تقاضہ یہ ہے کہ جن کو یہ چیز عطا نہیں کی گئی تو ان کو اپنے اس مال وزر سے کچھ نہ کچھ عطا کیا جائے اور یہ ان کا حق ہے۔

تعلیمات قرآن میں ایسے شخص کو کافرانہ عمل کے مشابہ قرار دیا ہے۔ جو کہ حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد یا مخلوق کی خدمت کا منکر ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اَرَءَيۡتَ الَّذِىۡ يُكَذِّبُ بِالدِّيۡنِ ۝ فَذٰلِكَ الَّذِىۡ يَدُعُّ الۡيَتِيۡمَ ۝ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الۡمِسۡكِيۡنِ ۝"[14]

"تو نے دیکھا جو انصاف ہونے کو جھٹلاتا ہے۔ تو یہ وہی ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے۔ اور محتاج کے کھانے پر تاکید نہیں کرتا۔"

مذکورہ آیات سے واضح طور پر معلوم ہو جاتا ہے کہ یتیموں اور محتاجوں کی خبر گیری کرنا اور ان پر رحم اور ہمدردی جیسی پاکیزہ صفات اور خصوصیات سے محروم ہو اور وہ ایسا سنگ دل انسان کہ جس سے کسی بھلائی کی توقع نہ کی جا سکتی ہو پھر جو شخص ان ابتدائی آداب سے عاری ہو۔ وہ پھر انسان کہلانے کے لائق ہیں۔ ایسے شخص کا بھلا دین سے کیا تعلق اور اسے اللہ سے کیا لگاؤ ہو گا۔ قرآن مجید کی مذکورہ بالا تصریحات سے واضح ہوتا ہے کہ اسلامی تعلیمات میں انسانیت کی خدمت اور ان سے ہمدردی پر کتنا زور دیا گیا ہے۔

خدمتِ خلق انسانی فلاح کی بڑی مثال:

تعلیمات نبوی اور سیرت طیبہ ہی اس بارے میں ہماری رہنمائی کرتی ہیں کہ خدمت خلق ہی انسانی فلاح کی سب سے بڑی مثال ہے۔ حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انسانیت کی خدمت وفلاح کے لیے سنہری اصول مقرر کیے ہیں۔

"خیر الناس من ینفع الناس"[15]

"تم میں سے بہتر انسان وہ ہے جو لوگوں کو نفع دے۔"

حدیث میں فلاح وبہبود کا تصور

آقا دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت سارے عالم کے لیے ہے۔ خوں خواری کی چکی میں پسی اور اخلاقی اور روحانی لحاظ سے دم بہ لب انسانیت کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سراپائے رحمت وشفقت بنا کر مخلوق خدا کی خدمت اور دل جوئی کا عظیم کام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے لیا گیا۔ نادار وبے کسوں کی مدد اور خدمت نبوت سے پہلے بھی آپ کا ممتاز خصوصیت تھی۔ سب سے پہلی وحی کے بعد جو خوف اور گرانی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر طاری ہوئی کہ آپ کو اپنی جان کا خطرہ ہوا تو جود وسخا کی پیکر ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہ نے جن خصائل اعمال واخلاق سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یقین دہانی کرائی وہ مخلوق خدا کی خدمت اور لوگوں کے لیے آسانیاں پیدا کرنے کا پہلو عیاں ہے۔[16]

حدیث پاک میں ہے:

"فَوَاللَّهِ لَا يُخْزِيكَ اللَّهُ أَبَدًا ، فَوَاللَّهِ إِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ ، وَتَصْدُقُ الْحَدِيثَ ، وَتَحْمِلُ الْكَلَّ ، وَتَكْسِبُ الْمَعْدُومَ ، وَتَقْرِي الضَّيْفَ ، وَتُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ۔"[17]

"ہر گز نہیں ہو گا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اطمینان رکھیں بخدا اللہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کبھی مصیبت زدہ نہ کریں گے۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صلہ رحمی کرتے ہیں، بے سہاروں کا بعجھ اٹھاتے ہیں، ناداروں کو نوازتے ہیں، مہمانوں کی خاطر مدارت کرتے ہیں، اور حق کی راہ میں آنے والی مصیبتوں میں مدد کرتے ہیں۔"

"جب حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہا کی شہادت کی خبر مدینہ منورہ پہنچی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت جعفر بن ابی طالب کے گھر تشریف لے گئے اور ان کی بیوی اسماء بنت عمیس کو جعفر کے بچوں کو لانے کا کہا۔ جب اسماء حضرت جعفر کے بچوں کو لائیں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اپنی گود میں بٹھا کر خوب محبت کی۔ حضرت جعفر کے بیٹے عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ جب ہماری والدہ ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لائیں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے اور میرے بھائی کے سر پر اپنا دست شفقت پھیرا۔"[18]

آپ ﷺ نے ایسے امام پر بھی ناراضگی کا اظہار فرمایا جو عمر رسیدہ اور کمزوروں کا خیال کیے بغیر لمبی نماز پڑھاتا ہے۔

صحیح ابن خزیمہ میں ہے:

"ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کونے لگا، یا رسول اللہ ﷺ خدا کی قسم میں اس فلاں شخص کی وجہ سے صبح کی نماز میں شامل نہیں ہوتا۔ وہ بہت لمبی نماز پڑھاتا ہے۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو کبھی بھی وعظ اور خطبے کی حالت میں اتنا غضبناک نہیں دیکھا جتنا کہ اس دن دیکھا۔ پھر اس خطبے میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے بعض وہ لوگ ہیں جو اپنے غلط طرز عمل سے اللہ کے بندوں کو دور کرنے والے ہیں تو تم میں سے جو کوئی بھی لوگوں کا امام بنے اور انہیں نماز پڑھائے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ نماز مختصر پڑھائے، کیوں کہ ان میں کچھ کمزور بھی ہوتے ہیں اور کچھ بوڑھے بھی اور حاجت والے بھی۔"[19]

قصص الانبیاء:

حضرت موسیٰؑ کا عورتوں کی مدد کرنا:

اس طرح سورۃ القصص میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کے جذبہ ہمدردی اور بھلائی اور مخلوق کی خدمت کا ایک نمونہ ذکر کیا ہے۔ کہ:

"وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدۡيَنَ وَجَدَ عَلَيۡهِ أُمَّةً مِّنَ ٱلنَّاسِ يَسۡقُونَ وَوَجَدَ مِن دُونِهِمُ ٱمۡرَأَتَيۡنِ تَذُودَانِۖ قَالَ مَا خَطۡبُكُمَاۖ قَالَتَا لَا نَسۡقِي حَتَّىٰ يُصۡدِرَ ٱلرِّعَآءُۖ وَأَبُونَا شَيۡخٞ كَبِيرٞ 0

فَسَقَىٰ لَهُمَا ثُمَّ تَوَلَّىٰٓ إِلَى ٱلظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ إِنِّي لِمَآ أَنزَلۡتَ إِلَيَّ مِنۡ خَيۡرٖ فَقِيرٞ 0"[20]

"جب حضرت موسیٰؑ مدین پہنچے تو آپ نے وہاں لوگوں کی ایک بڑی تعداد کو اپنے جانوروں کو پانی پلاتے ہوئے دیکھا۔ ان لوگوں سے دور دو عورتیں اپنے جانوروں کو روکے انتظار میں کھڑی تھیں۔ حضرت موسیٰؑ نے ان عورتوں سے پوچھا کہ تمہارا کیا مسئلہ ہے۔ تو انہوں نے کہا کہ ہم اپنے جانوروں کو اس وقت تک پانی نہیں پلا سکتیں جب تک کہ یہ چرواہے اپنے جانوروں کو پانی پلا کر یہاں سے لے نہیں جاتے۔ ہمارے والد بہت ضعیف ہیں اور کوئی دوسرا اس کام کے لیے ہے نہیں۔ پھر حضرت موسیٰ نے جانوروں کو پانی پلایا۔" یہاں (فسقی لھما) سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ غریبوں اور بے کسوں، کمزوروں اور بیواؤں کی مدد کرنا انبیاء کی سنت ہے۔ اور انبیاء کرام کی یہی شان ہوتی ہے کہ وہ ہر صورت میں مخلوق خدا کی خدمت اور ان کی بھلائی کا خیال رکھتے ہیں۔

حضرت موسیٰؑ اور حضرت خضرؑ کی خدمت خلق:

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے سورۃ کہف میں حضرت موسیٰؑ اور حضرت خضرؑ کی خدمت خلق کا ایک اعلیٰ نمونہ بیان فرمایا:

فَانْطَلَقَا ۫ حَتّٰۤی اِذَاۤ اَتَیَاۤ اَهْلَ قَرْیَةِ ِۣ اسْتَطْعَمَاۤ اَهْلَهَا فَاَبَوْا اَنْ یُّضَیِّفُوْهُمَا فَوَجَدَا فِیْهَا جِدَارًا یُّرِیْدُ اَنْ یَّنْقَضَّ فَاَقَامَهٗ ؕ قَالَ لَوْ شِئْتَ لَتَّخَذْتَ عَلَیْهِ اَجْرًا "O[21]

"پھر دونوں گاؤں والوں کے پاس چلے ان سے آکر کھانا طلب کیا تو انہوں نے انکار کر دیا ان کی مہمانوازی کرنے سے دونوں نے وہاں ایک دیوار پائی جو گرنے ہی والی تھی، اس نے اسے ٹھیک اور درست کر دیا، موسیٰؑ نے کہا آپ اجرت لے لیتے اس پر اگر چاہتے تو۔"

اس ارشاد ربانی میں ایک طرف تو اس بستی کے لوگوں کی کم ظرفی اور بخل کی یہ مثال پیش فرمائی ہے کہ وہ حضرت موسیٰؑ اور حضرت خضرؑ جیسے عظیم اور مبارک مہمان کو کھانا دینے کے لیے بھی تیار نہیں ہوئے۔ لیکن حضرت خضرؑ نے ان لوگوں کی کم ظرفی کے باوجود اس گاؤں میں موجود خستہ حال دیوار کو کوئی اجرت لیے بغیر ہی سیدھا کر دیا۔

حضرت عیسیٰؑ کی خدمت خلق:

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ کی خدمت خلق کو اس طرح بیان فرمایا ہے:

"وَرَسُوْلًا اِلٰی بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ ۙ۬ اَنِّیْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰیَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۙ اَنِّیْۤ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّیْنِ كَهَیْـَٔةِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْهِ فَیَكُوْنُ طَیْرًۢا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ ۙ فِیْ بُیُوْتِكُمْ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ O"[22]

"میں بناتا ہوں تمہارے لیے مٹی سے پرندے کی شکل کا ایک پرندہ، پھر مارتا ہوں اس میں پھونک تو وہ بن جاتا ہے اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایک پرندہ اور اچھا کرتا ہوں میں اللہ تعالیٰ کے حکم دے مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو اور زندہ کرتا ہوں مردوں کو اور جو کچھ تم کھاؤ اور جو ذخیرہ کرو تم اپنے گھروں میں بتا دیتا ہوں تمہیں اس میں بڑی نشانی ہے تمہارے لیے، اگر تم مومن ہو۔"

حضرت عیسیٰؑ کے زمانے میں طب کی بہت شہرت تھی۔ چنانچہ حضرت عیسیٰؑ مردہ کو زندہ کر دیتے، مادر زاد اندھے اور کوڑھ کے مریض کے

جسم پر ہاتھ پھیرتے تو وہ بلکل تندرست ہو جاتے۔ اندھے کی بینائی واپس آجاتی اور کوڑھی کا جسم بلکل ٹھیک ہو جاتا۔ لہٰذا آپ ان معجزات کے ذریعے خدمت خلق کا کام بغیر کسی اجرت کے کر دیتے اور اپنے معاوضے کا تقاضہ نہ کرتے۔

سیرتِ نبوی میں فلاح و بہبود کا تصور:

اسلامی تعلیمات میں خدمتِ خلق کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ اور قرآن مجید میں بھی خدمتِ خلق کے مصارف بیان ہوئے ہیں جن کی وضاحت سیرتِ نبوی اور احادیث میں ملتی ہے۔ خدمتِ خلق میں سب سے اہم بات یہ ہے کہ مخلوق کی خدمت اللہ تعالیٰ کی کامل محبت میں کی جائے اور کسی انسان کی تکلیف کا باعث نہ بنے۔

خدمت خلق حضور سرور کائنات ﷺ کا معمول:

خدمت خلق اتنا عظیم کام ہے کہ شاید ہی اس سے بڑھ کر کوئی اور ثواب و راحت والا عمل ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خدمت خلق کرنے پر بہت زور دیا ہے۔ ہمیشہ دوسروں کی مدد کرنا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معمولات میں شامل تھا۔ ضرورت مندوں کی ضرورت بر لانا اور بے سہارا لوگوں کو سہارا دینا حضور سرور کونینصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہی صفت ہے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ ہی مخلوق خدا کی خدمت کرتے تھے۔ جیسا کہ نابینا بوڑھی عورت کے گھر میں جھاڑو دینا اور ضروری سامان لا کر دینا۔

"ایک مرتبہ حضرت خباب رضی اللہ عنہ ایک جنگی مہم پر تو ان کے گھر کی عورتیں دودھ دوہنے والے جانوروں کو دوہنا نہیں جانتی تھیں اور نہ ہی گھر میں کوئی ایسا مددگار تھا جو یہ کام کرتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روزانہ ان کے گھر جاتے اور جانوروں کا دودھ دوہتے۔"[23]

رسول معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیشہ پریشان حال و مفلس لوگوں کی مدد فرمائی ہے۔ اور امت کو بھی اس نیک کام کی نصیحت اور ترغیب دلائی۔

آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

"من فرج عن مسلم كربة فرج الله عنه بها كربة من كرب يوم القيامة۔"[24]

"جس نے کسی مسلمان کی دنیاوی مصیبتوں میں سے کوئی مصیبت دور کی اللہ تعالیٰ اس کی اخروی مصیبتوں میں سے ایک مصیبت دور کرے گا۔"

اس بارے میں ایک ضرب المثل معروف ہے کہ "کر بھلا تو ہو بھلا" (یعنی اگر دوسرے کی مدد اور خیر خواہی چاہو گے تو خود اپنا بھلا ہو گا"۔

خلاصہ کلام:

ان سب سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ قرآن و سنت میں خدمت خلق کی صرف تلقین ہی نہیں کی گئی ہے بلکہ قرآن پاک میں پہلے انبیاء کرام کے ایسے واقعات بیان کیے گئے ہیں جن میں انہوں نے لوگوں کی خدمت بھی کی اور انہیں سیدھے راستے پر بھی چلایا۔ اس کے ساتھ ساتھ حضور نبی اکرم ﷺ کی تو پوری کی پوری زندگی ہی خدمت خلق اور انسانی فلاح و بہبود پر مشتمل ہے۔

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ تصوف ایک غیر اسلامی چیز ہے اور یہ دور نبوی کے بعد سے شروع ہوا جبکہ تحقیق سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ تصوف اسلام کی ہی ایک شکل ہے۔ جو انسان کو خدا تک پہنچاتی ہے۔ صرف صوفیاء کرام نے ہی انسانی فلاح کے لیے کام کیا بلکہ پہلے انبیاء کرام،

صحابہ کرام نے بھی انسانی فلاح و بہبود کے لیے بہت سے اقدامات کیے ہیں۔

نتائج:

1۔ دور حاضر کی عملی اور عقائد کی خرابیوں کو دور کرنے کے لیے سلاسل تصوف کی تعلیمات سے استفادہ کرنے کی ضرورت ہے۔

2۔ فلاح و بہبود کے تصور میں تعلیمات تصوف کی اشاعت کے لیے حکومت وقت کے تعاون کی ضرورت ہے۔

3۔ سیمینار، کانفرنس اور مقابلہ جات کے صورت میں سلاسل تصوف میں موجود فلاح و بہبود کے تصور کو عام کرنے کی ضرورت ہے۔

4۔ اصلاح معاشرہ میں تعلیمات تصوف کو اپنانا چاہیے۔

5۔ فلاح و بہبود کے تصور پر تعلیمات صوفیاء عام ہونی چاہئیں۔

6۔ فلاح و بہبود کے تصور میں تعلیمات تصوف پر مبنی کتب کی اشاعت کی ضرورت ہے۔

سفارشات:

1۔ دور حاضر کی عملی اور عقائد کی خرابیوں کو دور کرنے کے لیے سلاسل تصوف کی تعلیمات سے استفادہ کیا جائے۔

2۔ فلاح و بہبود کے تصور میں تعلیمات تصوف کی اشاعت کے لیے حکومت وقت کو تعاون کرنا چاہئے۔

3۔ سیمینار، کانفرنس اور مقابلہ جات کی صورت میں سلاسل تصوف میں موجود فلاح و بہبود کے تصور کو عام کرنا چاہیے۔

4۔ اصلاح معاشرہ میں تعلیمات تصوف کو اپنایا جائے۔

5۔ فلاح و بہبود کے تصور پر تعلیمات صوفیاء کو عام کرنا چاہیے۔

6۔ فلاح و بہبود کے تصور میں تعلیمات تصوف پر مبنی کتب پبلک لائبریریوں میں موجود ہونی چاہئیں۔

7۔ سلاسل تصوف میں موجود فلاح و بہبود کے تصور پر زیادہ سے زیادہ کتب لکھی جانی چاہئیں اور انہیں لوگوں میں عام کیا جائے تاکہ لوگ ان سے مستفید ہوں اور اپنی اصلاح کر کے فلاح حاصل کر سکیں۔

مصادر و مراجع

1. Quran , Manzil min Allah , Taj company Lahore.
2. Irfan ul Quran, shekh ul Islam Dr. Muhammad Tahir ul Qadari, Minhaj ul Quran printers Lahore.
3. Al Munjid , loies maaluf , Dar ul Ashaat ,Karachi.
4. Sahih al Bukhari, Muhamad bin Ismail Bukhari,
5. Musnad Ahmad,
6. Khidmat e khalq ki zarorat o ahmeat seerat e tayyaba k tanazur men, Dr. Ali Akbar al Azhari, Mahnama Minhaj ul Quran Lahore, October 2019.
7. Khidmat e khalq ki zarorat o ehmyat Quran o Hadith ki roshani men, Prof. Dr. Abdul waheed, byan ul Huqma (Tahqeqi Mujala).
8. Tafseer namoona, jild 14.
9. Naqoosh e rasool number, Muhammad Tufail, jild 03, “Rasool Allah or Maasharat” Rasheed Ahmad Arshad(Lahore, Idara Farogh Urdu, Library Audition) Shumara 130 (1983) .
10. Hadith al Qasheeri, Al Nesha poori, Muslim bin AlHajjaj, Abu al Hasan, Al Jamae Al Sahih Al Muslim, Al Musnad Al Sahih Al Mukhtasar , Tarqeem Abdul Baqi.

11. Alao Deen ,Ali bin Hassam uddeen, Kinz ul Aamal, Dar al Ashaat Karachi 128/16
12. Al Majlasi, Alama Muhammad Baqr, Bachar ul Anwar, Jild 18.
13. Ibn e Khuzema, Muhammad bin Ihsaq, Sahih Ibn e Khuzema (baroot, Al Maktab al Islami 1390)
14. Rekhta dictionary.com

---

[1] Rekhta dictionary .com

[2] سورۃالشمس، 91:9

[3] سورۃآل عمران، 185:3

[4] حدیث، مسنداحمد 16119، باب ربیعہ بن عبادالدیلی، حدیث نمبر /25/404۔10514

[5] سورۃالمومنون، :23:1

[6] تفسیر نمونہ، جلد 14، صفحہ 193

[7] خدمت خلق کی ضرورت واہمیت سیرت طیبہ کے تناظر میں، ڈاکٹر علی اکبر الازہری، ماھنامہ منہاج القرآن لاہور، اکتوبر 2019

[8] ایضا

[9] سورۃالبقرہ، 262:2

[10] سورۃالمعارج، آیت نمبر 22 تا 25

[11] سورۃالبقرہ، 2: 272

[12] سورۃالبقرہ، آیت نمبر 261

[13] سورہ بنی اسرائیل، 26:17 تا 29

[14] سورۃالماعون، 1:107 تا 3

[15] علاؤالدین، علی بن حسام الدین، حدیث نمبر 44154، کنزالعمال، دارالاشاعت کراچی 16/ 128

[16] خدمت خلق کی اہمیت وضرورت قرآن وحدیث کی روشنی میں، پروفیسر ڈاکٹر عبدالوحید انڈھڑ

[17] حدیث بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کتاب التفسیر، باب ماماودعک ربک وماقلی، حدیث 4953

[18] المجلسی، علامہ محمد باقر، بحارالانوار، ج 18، ص 212

[19] ابن خزیمہ، محمد بن اسحاق، صحیح ابن خزیمہ (بیروت، المکتب الاسلامی 1390ھ) حدیث 1605

[20] سورۃالقصص، 28:24،23

[21] سورۃالکہف، آیت نمبر 77

[22] سورۃالعمران 49:3

[23] محمد طفیل، نقوش رسول نمبر، جلد 03، "رسول اللہ اور معاشرت "رشید احمد ارشد (لاہور، ادارہ فروغ اردو، لائبریری ایڈیشن)، شمارہ 130(1983ء) 426

[24] حدیث القشیری، النیشاپوری، مسلم بن الحجاج، ابوالحسن، الجامع الصحیح المسلم، المسند الصحیح المختصر بنقل العدل عن العدل الی اللہ المحقق، کتاب البیر والصلۃ والاداب، باب تحریم الظلم، ح ترقیم عبدالباقی 2580